Majallah-e-Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 31, Sr.No.80, 2010, pp 117 - 146

مجلۂ تحقیق
مجلۂ کلیۂ علوم شرقیہ
جلد ۳۱، جولائی۔ستمبر ۲۰۱۰ء، شمارہ ۸۰

علم وادب کے فروغ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کردار

ڈاکٹر حامد اشرف ہمدانی ☆

Abstract:

Hazrat Umar(RA) was a dynamic personality. He was matchless regarding governing, understanding of the holy Qur'an, profundity of knowledge, scholarly soundness, bravery and all the more important in dispensing justice. Along with all theses qualities, he enjoyed a cherishing status in literary pursuits. The article highlights his status as a literary person. Besides reforms in education introduced by him and his services in preserving the holy Qur'an and the Hadith, his addresses, advice, poetic taste, scholarship in lineage and his words of wisdom have been discussed in details in the light of specimens incorporated in the article.

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ صفات کی جامعیت اور مزاج اسلامی کی شناسائی کے حوالہ سے صحابہ کرام میں ایک ممتاز حیثیت کے حامل صحابی رسولؐ ہیں۔ جو صفات کمال اور محاسن جلیلہ آپ کو ودیعت کیے گئے بہت کم کسی کے حصہ میں آئے آپ کا انداز حکمرانی ہو یا فہم قرآنی، وسعت علمی ہو یا رسوخ عملی، میدان کارزار ہو یا مسند انصاف، ہر شعبہ میں آپ کی ممتاز حیثیت اور مسلّم شان کسی تعارف کی محتاج نہیں۔

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبۂ عربی، اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی، لاہور

عادل و منصف ایسے کہ فاروق آپ کا لقب قرار پایا، عالم ایسے کہ اس امت کے محدَث (جس کی زبان پر فرشتے بات کرتے ہیں) ہونے کے اعزاز سے بہرہ ور ہوئے (۱)۔

فاتح ایسے کہ رستم جیسا حکمران آپ کا نام سن کر کانپتا اور لرزتا نظر آتا ہے، حکمران ایسے کہ بڑے بڑے بادشاہ آپ کے شکست خوردہ نظر آتے ہیں، صاحب بصیرت ونظر ایسے کہ ان کی رائے کو اللہ نے قرآن بنا کر اتارا، سخی ایسے کہ غزوہ تبوک میں اپنا آدھا مال راہ خدا میں نچھاور کر دیا، بارگاہ نبوت میں تقرب کا یہ عالم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے'' (۲)

غرض زندگی کے ہر شعبہ میں آپ کی سیَر و اقوال، اعمال و افعال مشعل راہ اور نشان منزل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

حضرت عمر کا علمی مقام:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے بیان فرمایا کہ میں سو رہا تھا، اسی حال میں میرے پاس دودھ کا بھرا ہوا پیالہ لایا گیا تو میں نے خوب سیر ہو کر پیا، یہاں تک کہ میں نے سیرابی کا اثر اپنے ناخنوں تک میں محسوس کیا، پھر میں نے وہ دودھ جو میرے پینے کے بعد بچ گیا تھا وہ عمر بن الخطاب کو دے دیا کہ وہ اس کو پی لیں، بعض صحابہ نے عرض کیا کہ آپ نے اس کی کیا تعبیر دی؟ آپ نے فرمایا کہ علم (۳)۔

علمائے عارفین نے کہا ہے کہ علم حق کی صورت مثالیہ دوسرے عالم میں دودھ کی ہے، جو شخص خواب میں دیکھے کہ اس کو دودھ پلایا جا رہا ہے اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو علم حق نافع عطا ہوگا۔ دودھ اور علم حق میں یہ مناسبت ظاہر ہے کہ دودھ جسم انسانی کے لئے بہترین نافع غذا ہے، اسی طرح علم حق جو اللہ تعالی کی طرف سے عطا ہو روح کے لئے بہترین اور نافع ترین غذا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے ہوئے علم حق میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خاص حصہ تھا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد

جس طرح دس سال انہوں نے خلافت اور نبوت کی نیابت کا کام انجام دیا اور جس طرح امت کی رہنمائی فرمائی وہ اس کی دلیل اور شہادت ہے کہ اللہ تعالی نے ان کو علم حق سے وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔

حضرت شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفاء میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے علمی کمالات پر جو کچھ تحریر فرمایا ہے، وہ اہل علم کے لیے قابل دید ہے، اس کے مطالعہ سے اس بارے میں فاروق اعظم کے امتیاز اور انفرادیت کو پوری طرح سمجھا جا سکتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ علم وفضل کے ایک بحر ذخار تھے کہ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں:

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علم اتنا زیادہ تھا کہ اس کے سامنے تمام لوگوں کا علم اتنا کم لگتا جیسے وہ کسی سوراخ میں چھپا کر رکھا ہوا ہو'' (۴)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علم کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور تمام زمین والوں کے علم کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علم والا پلڑا جھک جائے گا'' (۵)

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس نے عمر سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے عمر سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی، اللہ تعالی نے اہل عرفہ پر عموماً اور عمر پر خصوصاً فخر ومباہات کیا، اللہ تعالی نے جو نبی بھی بھیجا اس کی امت میں ایک ''مُحدَّث'' ضرور پیدا کیا، میری امت میں اگر کوئی ''محدث'' ہوگا تو وہ عمر ہوں گے'' آپ سے پوچھا گیا ''یارسول اللہ! ''محدث'' کون ہوتا ہے؟'' آپ نے فرمایا ''جس کی زبان پر فرشتے بات کرتے ہیں'' (۶)

اسلام سے پہلے عرب میں لکھنے پڑھنے کا رواج عام نہ تھا، چنانچہ جب حضور صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی بعثت ہوئی تو قبیلہ قریش میں صرف سترہ آدمی ایسے تھے جو پڑھنا جانتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی زمانہ میں لکھنا اور پڑھنا سیکھ لیا تھا۔

حضرت عمر کی تعلیمی اصلاحات:

حضرت عمر نے اپنے عہد خلافت میں تعلیم کو نہایت ترقی دی تھی، تمام ممالک مفتوحہ میں ابتدائی مکاتب قائم کیے تھے جن میں قرآن مجید، اخلاق وآداب اور امثال عرب کی تعلیم دی جاتی تھی ، بڑے بڑے علمائے صحابہ مختلف علاقوں میں حدیث وفقہ کی تعلیم کے لئے مامور کئے گئے، مدرسین اور معلمین کی تنخواہیں بھی مقرر کی گئیں۔خلیفہ کی حیثیت سے حضرت عمر کا اصل کام احکام دین کی تعلیم وتلقین اور آپ کا سب سے بڑا کارنامہ اشاعت اسلام تھا۔اشاعت اسلام کے یہ معنی نہیں کہ لوگوں کو تلوار کے زور پر مسلمان بنایا جائے۔حضرت عمر اس طریقے کے بالکل خلاف تھے اور جو شخص قرآن مجید کی اس آیت لا إکراہ فی الدین پر بلا تاویل عمل کرنا چاہتا ہے وہ ضرور اس کے خلاف ہوگا، حضرت عمر نے خود ایک موقع پر یعنی جب ان کا غلام باوجود ہدایت وترغیب کے اسلام نہ لایا تو فرمایا کہ لا اکراہ فی الدین (۷)

اشاعت اسلام کے یہ معنی ہیں کہ تمام دنیا کو اسلام کی دعوت دی جائے اور لوگوں کو اسلام کے اصول اور مسائل سمجھا کر اسلام کی طرف راغب کیا جائے۔

حضرت عمر جس ملک پر فوجیں بھیجتے تھے تاکید کرتے تھے کہ پہلے ان لوگوں کو اسلام کی ترغیب دلائی جائے اور اسلام کے اصول وعقائد سمجھائے جائیں۔ چنانچہ فاتح ایران حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو جو خط لکھا اس میں یہ الفاظ تھے

وقد كنت أمرتك أن تدعو من لقيته إلى الإسلام قبل القتال (۸)

قاضی ابو یوسف لکھتے ہیں إن عمر بن الخطاب كان إذا احتمع إليه جيش من أهل الإيمان بعث عليهم رجلاً من أهل الفقه والعلم (۹)

حضرت عمر کا معمول تھا جب ان کے پاس کوئی فوج مہیا ہوتی تھی تو ان پر ایسا افسر مقرر

کرتے تھے جو صاحب علم اور صاحب فقہ ہوتا تھا۔ یہ ظاہر ہے کہ فوجی افسروں کے لئے علم وفقہ کی ضرورت اسی تبلیغ اسلام کی ضرورت سے تھی۔

اشاعت اسلام کی بڑی تدبیر یہ ہے کہ غیر قوموں کو اسلام کا جو نمونہ دکھلایا جائے وہ ایسا ہو کہ خود بخود لوگوں کے دل اسلام کی طرف کھنچ آئیں۔ حضرت عمر کے عہد میں نہایت کثرت سے اسلام پھیلا اور اس کی بڑی وجہ یہی تھی کہ انہوں نے اپنی تربیت اور ارشاد سے تمام مسلمانوں کو اسلام کا اصلی نمونہ بنا دیا تھا۔ اسلامی فوجیں جس ملک میں جاتی تھیں لوگوں کو خواہ مخواہ ان کے دیکھنے کا شوق پیدا ہوتا تھا کیونکہ چند بادیہ نشینوں کا دنیا کی تسخیر کو اٹھنا حیرت اور استعجاب سے خالی نہ تھا۔ اس طرح جب لوگوں کو ان کے دیکھنے اور ان سے ملنے جلنے کا اتفاق ہوتا تھا تو ایک ایک مسلمان سچائی، سادگی، پاکیزگی، جوش اور اخلاص کی تصویر نظر آتا تھا۔ یہ چیزیں خود بخود لوگوں کے دل کو کھینچتی تھیں اور اسلام ان میں گھر کر جاتا تھا۔

اشاعت اسلام کے بعد اصول واعمال مذہب کی ترویج یعنی جن چیزوں پر اسلام کا مدار ہے ان کا محفوظ رکھنا اور انکی اشاعت وترویج انتہائی اہمیت کی حامل ہے اس سلسلے میں سب سے مقدم قرآن مجید کی حفاظت اور اس کی تعلیم وترویج تھی حضرت عمر نے اس کے متعلق جو کوششیں کی ان کی نسبت شاہ ولی اللہ نے نہایت صحیح لکھا کہ ''امروز ہر کہ قرآن میخواند از طوائف مسلمین، منت فاروق اعظم در گردن اوست'' (۱۰)

یہ مسلّم ہے کہ اسلام کا اصل اصول قرآن مجید ہے اور اس سے انکار بھی نہیں ہوسکتا کہ قرآن مجید کا جمع کرنا، ترتیب دینا، صحیح نسخہ لکھوا کر محفوظ رکھنا، تمام ممالک میں اس کی تعلیم کا رواج دینا، جو کچھ ہوا حضرت عمر کے اہتمام اور توجہ سے ہوا (۱۱)۔

اس وقت قرآن مجید کی حفاظت اور صحت کے لئے چند امور نہایت ضروری تھے اول یہ کہ نہایت وسعت کے ساتھ اس کی تعلیم شائع کی جائے اور سینکڑوں ہزاروں آدمی حافظ قرآن بنا دیئے جائیں تاکہ تحریف وتغیر کا احتمال نہ رہے۔ دوسرے یہ کہ اعراب اور الفاظ کی صحت نہایت اہتمام

کے ساتھ محفوظ رکھی جائے تیسرے یہ کہ قرآن مجید کی بہت سی نقلیں ہو کر ملک میں کثرت سے شائع ہو جائیں۔ حضرت عمر نے ان تینوں امور کو اس کمال کے ساتھ انجام دیا کہ اس سے بڑھ کر ممکن نہ تھا۔ اس ضمن میں حضرت عمر نے تمام ممالک مفتوحہ میں ہر جگہ قرآن مجید کا درس جاری کیا اور معلم و قاری مقرر کر کے ان کے تنخواہیں مقرر کیں۔ قراء صحابہ کو تعلیم قرآن کے لئے دور دراز مقامات پر بھیجا۔ قرآن مجید کے صحت اعراب وصحت تلفظ کے لئے بھی نہایت اہتمام کیا چنانچہ حضرت عمر نے اس کے لئے مختلف تدابیر اختیار کیں۔

سب سے اول یہ کہ ہر جگہ تاکیدی احکام بھیجے کہ قرآن مجید کے ساتھ صحت الفاظ وصحت اعراب کی بھی تعلیم دی جائے۔ ان کے خاص الفاظ حسب روایت ابن الأنباری یہ ہیں: تعلّموا إعراب القران كما تعلّمون حفظه اور مسند دارمی میں یہ الفاظ ہیں تعلّموا الفرائض واللحن والسنن كما تعلّمون القران ''جس طرح تم قرآن سیکھتے ہو اسی طرح علم میراث، عربی زبان اور سنتوں کو بھی سیکھو'' (۱۲)

دوسرے یہ کہ قرآن مجید کی تعلیم کے ساتھ ادب اور عربیت کی تعلیم بھی لازمی کردی تا کہ خود لوگ اعراب کی صحت وغلطی کی تمیز کرسکیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

تعلّموا العربية فإنها تثبت العقل وتزيد في المروءة (۱۳)

تیسرے یہ حکم دیا کہ کوئی شخص جو لغت کا عالم نہ ہو قرآن نہ پڑھائے (۱۴)

قرآن مجید کے بعد حدیث کا درجہ آتا ہے حضرت عمر نے اگرچہ حدیث کی ترویج میں نہایت کوشش کی لیکن احتیاط کو ملحوظ رکھا اور یہ ان کی دقیقہ سنجی کی سب سے بڑی دلیل ہے وہ بجز مخصوص کے عام طور پر لوگوں کو روایت حدیث کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ حدیث کے بعد فقہ کا رتبہ ہے حضرت عمر نے مسائل فقہ کی ترویج واشاعت کے لئے ہر ممکن تدبیر اختیار کی (۱۵)۔

فقہ کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے فرمایا: تفقّهوا قبل أن تسودوا ''سردار بننے سے پہلے دینی سمجھ بوجھ حاصل کرو'' (۱۶)

علم کی حفاظت کے ذرائع میں سے کتابت و تدوین کی اہمیت کو یوں بیان فرمایا: قیّدوا العلم بالكتابة ''علم کو لکھ کر محفوظ کرو'' (۱۷)

خطابت عمر:

عرب میں روحانی تربیت کا آغاز اگرچہ اسلام سے ہوا لیکن اسلام سے پہلے بھی اہل عرب میں بہت سے ایسے اوصاف پائے جاتے تھے جو تمغائے شرافت تھے اور جن پر ہر قوم، ہر زمانہ میں ناز کرسکتی ہے یہ اوصاف اگرچہ کم و بیش تمام قوم میں پائے جاتے تھے لیکن بعض بعض اشخاص زیادہ ممتاز ہوتے تھے اور یہی لوگ قوم سے ریاست وحکومت کا منصب حاصل کرتے تھے، ان اوصاف میں فصاحت وبلاغت ،قوت تقریر، شاعری، نسابی، سپہ گری، بہادری، آزادی مقدم چیزیں تھیں اور ریاست وسیادت میں انہی اوصاف کا لحاظ کیا جاتا تھا حضرت عمر کو قدرت نے ان سب میں سے کافی حصہ دیا تھا۔

تقریر کا ملکہ خداداد تھا اور عکاظ کے معرکوں نے اس کو اور زیادہ جلا دے دی تھی یہی قابلیت تھی جس کی وجہ سے قریش نے ان کو سفارت کا منصب دیا تھا جو ان لوگوں کے لئے مخصوص تھا جو سب سے زیادہ زبان آور ہوتے تھے ان کے برمحل فقروں اور جملوں میں انتہائی تاثیر اور بلاغت کی روح پائی جاتی تھی۔ طاعون عمواس کے واقعہ میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان پر اعتراض کیا: أفراراً من قدر الله یعنی اے عمر تقدیر الٰہی سے بھاگتے ہو تو کس قدر بلیغ لفظوں میں جواب دیا أفر من قضاء الله إلى قضاء الله یعنی ہاں تقدیر الٰہی سے بھاگتا ہوں مگر بھاگتا بھی تقدیر الٰہی کی طرف ہوں۔(۱۸)

حضرت عمر نے مختلف اوقات میں جو خطبے دیے ان سے آپ کے زور تقریر اور برجستگی کلام کا اندازہ ہوسکتا ہے مسند خلافت پر بیٹھنے کے ساتھ جو خطبہ دیا اس کے ابتدائی فقرے یہ تھے:

''اللهم إني غليظ فليّنّي، اللهم إني ضعيف فقوّني، ألا وإن

العرب جمل انف وقد أعطيت خطامه ألا وإنى حامله على المحجة"

"اے خدا! میں سخت ہوں مجھ کو نرم کر، میں کمزور ہوں مجھ کو قوت دے (قوم سے خطاب کر کے) ہاں! عرب والے سرکش اونٹ ہیں جن کی مہار میرے ہاتھ میں دی گئی ہے لیکن میں ان کو راستہ پر چلا کر چھوڑوں گا" (۱۹)

خلافت کے دوسرے تیسرے دن جب انہوں نے عراق پر لشکر کشی کرنے کے لئے لوگوں کو جمع کیا تو لوگ ایران کے نام سے جی چراتے تھے خصوصاً اس وجہ سے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ وہاں سے بلا لئے گئے تھے اس موقع پر حضرت عمر کے زور تقریر کا یہ اثر تھا کہ مثنی شیبانی رضی اللہ عنہ جیسے مشہور بہادر بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر تمام مجمع میں آگ سی لگ گئی، دمشق کے سفر میں جابیہ میں ہر قوم اور ہر ملت کے آدمی جمع تھے۔ عیسائیوں کا لارڈ بشپ تک شریک تھا، اس کے ساتھ مختلف مذاہب اور مختلف اقوام کے آدمی شریک تھے اور مختلف مضامین اور مختلف مطالب کا ادا کرنا، مسلمانوں کو اخلاق کی تعلیم دینی تھی، غیر قوموں کو اسلام کی حقیقت اور اسلام کی جنگ وصلح کے اغراض بتانے تھے، فوج کے سامنے حضرت خالد کی معزولی کا عذر کرنا تھا، ان تمام مطالب کو اس خوبی سے ادا کیا کہ مدت تک ان کی تقریر کے جستہ جستہ فقرے لوگوں کی زبان پر رہے۔ فقہاء نے اس سے فقہی مسائل استنباط کئے، اہل ادب نے قواعد فصاحت وبلاغت کی مثالیں پیدا کیں۔ تصوف واخلاق کے مضامین لکھنے والوں نے اپنا کام کیا۔

جابیہ کے مقام پر دیئے گئے ایک خطبہ سے ایک اقتباس پیش خدمت ہے:

أيها الناس! اقرؤوا القرآن تُعرفوا به، واعملوا به تكونوا من أهله، إنه لن يبلغ ذو حق في حقه أن يُطاع في معصية الله، ألا إنه لن يبعد من رزق الله ولن يقرب من أجل أن يقول المرء حقاً وأن يذكّر بعظيم. ألا وإني ما وجدت

صلاح ما ولّاني الله إلا بثلاث: أداء الأمانة، والأخذ بالقوة، والحكم بما أنزل الله. ألا وإني ما وجدت صلاح هذا المال إلا بثلاث: أن يؤخذ من حق، ويعطى في حق، ويمنع من باطل. ألا وإنما أنا في مالكم هذا كوالي اليتيم إن استغنيت استعففت، وإن افتقرت أكلت بالمعروف تقرّم البهمة۔

''قرآن سیکھو اس سے تمہارا تعارف ہوگا اور قرآن پر عمل کرو اس سے تم قرآن والوں میں سے ہو جاؤ گے اور کسی حقدار کا درجہ اتنا بڑا نہیں ہوسکتا کہ اس کی بات مان کر اللہ کی نافرمانی کی جائے اور اس بات کا یقین رکھو کہ حق بات کہنے سے اور عظمت والی ذات (اللہ تعالی) کے بارے میں یاد دہانی کرانے سے نہ تو موت قریب آتی ہے اور نہ اللہ کا رزق دور ہوتا ہے۔ جان لو اللہ نے جو ذمہ داری مجھے سونپی ہے اس کی درستگی و صلاح مجھے تین چیزوں میں نظر آئی ہے؛ امانت کی ادائیگی، قوت ارادی اور اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرنا۔ یاد رکھو! مال کی بہتری تین چیزوں سے ہی ممکن ہے؛ جائز طریقہ سے حاصل کیا جائے، حق کی راہ میں خرچ کیا جائے اور باطل سے روکا جائے۔ تمہارے اس مال میں میری حیثیت یتیم کے سرپرست کی سی ہے اگر مجھے ضرورت نہ ہو تو میں اسے استعمال میں نہ لاؤں گا اور اگر مجھے ضرورت پڑے تو میں بقدر ضرورت صرف اتنا استعمال کروں گا جتنا ایک چھوٹی بھیڑ بطور چارہ استعمال کرتی ہے''(۲۰)

آپ کے خطبات میں سے ایک اور جامع خطبہ بطور نمونہ و مثال درج کیا جا رہا ہے جس سے آپ کی قوت تقریر، سلاست بیاں اور فصاحت و بلاغت واضح طور پر عیاں ہے:

''أيها الناس! إنه أتى عليّ حين وأنا أحسب أن من قرأ القرآن إنما يريد به الله وما عنده، إلا وإنه قد خُيّل إليّ أن أقواماً يقرؤون القرآن يريدون به ما عند الناس، ألا فأريدوا الله بقراء تكم ، وأريدوه بأعمالكم، فإنما كنا نعرفكم إذ الوحي ينزل، وإذ النبي صلى الله عليه وسلم بين أظهرنا، فقد رُفع الوحي،

وذهب النبي صلى الله عليه وسلم، فإنما أعرفكم بما أقول لكم، ألا فمن أظهر لنا خيراً ظننا به خيراً وأثنينا به عليه، ومن أظهر لنا شراً ظننا به شراً وأبغضناه عليه، اقدعوا هذه النفوس (أي كفوها وامنعوها) عن شهواتها، فإنها طُلَعة، وإنكم إلا تقدعوها تنزع بكم إلى شر غاية، الحق ثقيل مريئ، وأن الباطل خفيف وبيئ، وترك الخطيئة خير من معالجة التوبة، ورُب نظرة زرعت شهوة، وشهوة ساعة أورثت حزناً طويلاً"

''اے لوگو! ایک وقت ایسا تھا کہ مجھے اس بات کا یقین تھا کہ ہر قرآن پڑھنے والا صرف اللہ کے لئے اور اللہ کے ہاں کی نعمتوں کے لینے کے ارادے سے پڑھ رہا ہے لیکن اب آخر میں آ کر کچھ ایسا اندازہ ہو رہا ہے کہ کچھ لوگ جو کچھ انسانوں کے پاس ہے اسے لینے کے ارادے سے قرآن پڑھتے ہیں تم قرآن کے پڑھنے سے اور اپنے اعمال سے اللہ کی رضا مندی کا ہی ارادہ کرو۔ پہلے ہمیں آپ لوگوں کے اندرونی حالات اس طرح معلوم ہو جاتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان تشریف فرما تھے اور وحی نازل ہوا کرتی تھی اب وحی کا سلسلہ بند ہو چکا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جا چکے ہیں اس لیے اب میرے لیے آپ لوگوں کے حالات معلوم کرنے کا طریقہ وہ ہوگا جو میں اب بتانے لگا ہوں آپ میں سے جو ہمارے سامنے خیر کو ظاہر کرے گا ہم اس کے بارے میں اچھا گمان کریں گے اور اسی وجہ سے اس کی تعریف کریں گے اور جو ہمارے سامنے شر ظاہر کرے گا ہم اس کے بارے میں برا گمان رکھیں گے اور اسی وجہ سے اس سے بغض رکھیں گے، ان نفوس کو شہوات وخواہشات سے روکے رکھو کیونکہ یہ بکثرت خواہشات کی طرف مائل ہیں اگر تم انہیں قابو میں نہ رکھو گے تو یہ تمہیں بدترین انجام تک پہنچا دیں گے بے شک یہ حق ثقیل (گراں ودشوار) اور باطل خفیف (ہلکا اور آسان) ہے۔ توبہ کرنے سے گناہ کا چھوڑ دینا زیادہ آسان ہے اور کچھ نگاہیں شہوت کا بیج بو دیتی ہیں اور اک گھڑی کی شہوت بہت طویل غم اور پریشانی

کا باعث بنتی ہے۔(۲۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خطبات میں سے ایک اور خطبہ درج ذیل ہے جو فصاحت و بلاغت اور سلاست بیاں کا عمدہ نمونہ ہونے کے ساتھ ساتھ عامۃ الناس کے لئے انتہائی اہم مواعظ ونصائح پر مشتمل ہے:

"أيها الناس! إن بعض الطمع فقر، وإن بعض اليأس غنى، وإنكم تجمعون مالا تأكلون، وتأملون مالا تدركون وأنتم مؤجلون في دار غرور، كنتم على عهد رسول الله تؤخذون بالوحي فمن أسر شيئاً أخذ بسريرته، ومن أعلن شيئاً أخذ بعلانيته، فأظهروا لنا أحسن أخلاقكم، والله أعلم بالسرائر، فإنه من أظهر لنا قبيحاً وزعم أن سريرته حسنة لم نصدقه ومن أظهر لنا علانية حسنة ظننا به حسناً، واعلموا أن بعض الشح شعبة من النفاق، (فانفقوا خيراً لأنفسكم ومن يوق شح نفسه فأولئك هم المفلحون) أيها الناس! أطيبوا مثواكم وأصلحوا أموركم، واتقوا الله ربكم، ولا تلبسوا نساءكم القباطي فإنه إن لم يشفّ فإنه يصف. أيها الناس إني لوددت أن أنجو كفافاً لا لي ولا عليّ، وإن لأرجو إن عُمرت فيكم يسيراً أو كثيراً أن أعمل بالحق فيكم إن شاء الله، وأن لا يبقى أحد من المسلمين وإن كان فى بيته إلا أتاه حقه ونصيبه من مال الله، وإن لم يُعمل إليه نفسه، ولم يُنصب إليه بدنه، وأصلحوا أموالكم التي رزقكم الله، ولقليل في رفق خير من كثير في عُنف، والقتل حتف من الحتوف، يصيب البر والفاجر، والشهيد من احتسب نفسه"(۲۲)

"اے لوگو! لالچ کی بعض صورتیں فقر و احتیاج کا باعث ہیں اور (لوگوں کے پاس جو کچھ

ہے اس سے) نا امیدی کی بعض صورتیں مالداری اور تونگری کا باعث ہیں، تم وہ چیز جمع کرتے ہو جس کو کھا نہیں سکتے اور ان باتوں کی امید لگاتے ہو جنہیں پا نہیں سکتے، تم دھوکے والے گھر یعنی دنیا میں ہو اور تمہیں موت تک کی مہلت ملی ہوئی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو تم لوگ وحی کے ذریعہ سے پکڑے جاتے تھے جو اپنے باطن میں کوئی چیز چھپاتا تھا اس کی اس چیز پر پکڑ ہو جاتی تھی (اس کے اندر کی اس چیز کا پتہ وحی سے چل جاتا تھا) اور جو کسی چیز کو ظاہر کرتا تھا اس کی اس چیز پر گرفت ہو جاتی تھی لہذا اب تم لوگ ہمارے سامنے اپنے اچھے اخلاق ظاہر کرو باقی رہے تمہارے اندرونی حالات اور باطن کی نیتیں تو انہیں اللہ خوب جانتا ہے اب جو ہمارے سامنے کسی بری چیز کو ظاہر کرے گا اور وہ یہ دعوی کرے گا کہ اس کی اندرونی حالت بہت اچھی ہے ہم اس کی تصدیق نہیں کریں گے اور جو ہمارے سامنے کسی اچھی چیز کو ظاہر کرے گا ہم اس کے بارے میں اچھا گمان رکھیں گے اور یہ بات جان لو کہ کنجوسی کی بعض صورتیں نفاق کا شعبہ ہیں لہذا تم خرچ کرو اللہ تعالی فرماتے ہیں: **فأنفقوا خيراً لأنفسكم ومن يوق شُحَّ نفسه فأولئک هم المفلحون** [سورة التغابن:١٦]

’’اور (بالخصوص مواقع حکم میں) خرچ (بھی) کیا کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا اور جو شخص نفسانی حرص سے محفوظ رہا ایسے ہی لوگ (آخرت میں) فلاح پانے والے ہیں‘‘

اے لوگو! اپنے ٹھکانے پاک صاف رکھو اور اپنے تمام امور کو درست کرو اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے اور اپنی عورتوں کو قبطی (مصری) کپڑے نہ پہناؤ کیونکہ اگرچہ یہ باریک نہیں لیکن جسم کی ساخت کو نمایاں کرتے ہیں۔

اے لوگو! میری تمنا یہ ہے کہ برابر سرابر نجات پا جاؤں نہ مجھے انعام ملے اور نہ سزا، مجھے اس بات کی امید ہے کہ آئندہ مجھے تھوڑی یا زیادہ جتنی عمر ملے گی میں اس میں ان شاء اللہ حق پر عمل کروں گا اور ہر مسلمان کا اللہ کے مال میں جتنا حصہ ہے وہ حصہ خود اس کے پاس اس کے گھر پہنچے گا اور اسے اس حصہ کے لینے کے لئے نہ کچھ کرنا پڑے گا اور نہ کبھی تھکنا پڑے گا اور جو مال اللہ نے

تمہیں دے رکھا ہے اس کی اصلاح کرتے رہو اور سہولت کی تھوڑی کمائی اس زیادہ کمائی سے بہتر ہے جس کے لیے بڑی مشقت اٹھانی پڑے اور قتل ہو جانا موت کی ایک صورت ہے جو نیک اور بد ہر آدمی کو آتی ہے، ہر قتل ہونے والا اللہ کے ہاں شہید نہیں ہوتا بلکہ شہید وہ ہے جس کی نیت اجر وثواب لینے کی ہو"۔

رسائل عمر:

قوت تقریر کے ساتھ حضرت عمر کو تحریر میں بھی کمال حاصل تھا ان کے فرامین، خطوط، دستور العمل اور معاہدات تاریخ اور ادب عربی کی مختلف کتابوں میں جا بجا منتشر پڑے ہیں ان میں سے ہر تحریر جس مضمون پر ہے اس باب میں بے نظیر ہے، بطور مثال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قضاء کے بارے میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ارسال کردہ خط زیب قرطاس ہے:

"بسم الله الرحمن الرحيم، من عبد الله، عمر، أمير المؤمنين إلى عبد الله بن قيس، سلام عليك، أما بعد! فإن القضاء فريضة محكمة وسنة متبعة فافهم إذا أدلي إليك فإنه لا ينفع تكلم بحق لا نفاذ له، آس بين الناس في مجلسك ووجهك وعدلك حتى لا يطمع شريف في حيفك ولا يخاف ضعيف من جورك، البينة على من ادعى واليمين على من أنكر، والصلح جائز بين المسلمين إلا صلحاً حرّم حلالاً أو أحلّ حراماً، ولا يمنعنك قضاء قضيته بالأمس فراجعت فيه نفسك وهديت فيه لرشدك أن ترجع عنه إلى الحق فإن الحق قديم ومراجعة الحق خير من التمادي في الباطل۔

الفهم الفهم عند ما يتلجلج في صدرك مما لم يبلغك في كتاب الله ولا في سنة النبي صلى الله عليه وسلم ثم اعرف الأمثال والأشباه، وقس الأمور

بنظائرها، ثم اعمد إلى أحبها إلى اللّٰه وأشبهها بالحق فيما ترى، واجعل للمدعى حقاً غائباً أو بينة أمداً ينتهي إليه، فإن أحضر بينته أخذت له بحقه وإلا استحللت عليه القضية، فإن ذلك أنفى للشك، وأجلى للعمى، وأنفع في العذر۔

المسلمون عدول بعضهم على بعض إلا مجلوداً في حد، أو مُجرّباً عليه شهادة زور، أو ظنيناً في ولاء أو قرابة، فإن اللّٰه قد تولى منكم السرائر ودرأ عنكم بالبينات والأيمان۔

ثم وإياك والقلق والضجر والتأذي بالخصوم، والتنكر عند الخصومات، فإن الحق في مواطن الحق يعظم اللّٰه به الأجر، ويحسن به الذخر فإنه من يخلص نيته فيما بينه وبين اللّٰه تبارك وتعالى، ولو على نفسه يكفه اللّٰه ما بينه وبين الناس، ومن تزين للناس بما يعلم اللّٰه منه خلاف ذلك هتك اللّٰه ستره وأبدى فعله فما ظنك بثواب عند اللّٰه عزوجل فى عاجل رزقه وخزائن رحمته والسلام"۔(۲۳)

حضرت عمر کا یہ خط علم قضاء میں انتہائی اہمیت کا حامل وثیقہ ہے اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قضاء کے اصول وارکان بیان فرمائے ہیں اور یہ خط حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فصاحت وبلاغت اور منفرد عبقریت کی دلیل ہے آپ نے انتہائی آسان اور عمدہ پیرائے میں اپنا مقصود بیان فرمایا اس خط میں خبر وانشاء اور امر ونہی کے اسالیب مجتمع ہیں، خط کا بسم اللہ سے آغاز روح وتعالیم اسلام سے تأثر کا مظہر ہے، اسلوب میں قوتِ ربط، حسن نظم وعبارت، سہولت وتسلسل نمایاں ہیں، الفاظ عام فہم اور انتہائی سادہ ہیں، یہ خط اسلوبِ بیاں کی لا تعداد خوبیوں پہ مشتمل ہونے کے ساتھ ساتھ قضاء کے متعلق بنیادی اصول وضوابط، صفاتِ قاضی وشہود (گواہان) اور

عامۃ المسلمین کو نصیحت وارشاد پر محیط ہے۔اس فرمان میں قضاء کے متعلق جو قانونی احکام مذکور ہیں ان میں سے اہم ترین حسب ذیل ہیں:

۱۔ قاضی کو عدالت میں تمام لوگوں کے ساتھ یکساں برتاؤ کرنا چاہیے۔

۲۔ بارِ ثبوت عموماً مدعی پر ہے۔

۳۔ مدعا علیہ اگر کسی قسم کا ثبوت یا شہادت نہیں رکھتا تو اس سے قسم لی جائے گی۔

۴۔ فریقین ہر حالت میں صلح کر سکتے ہیں لیکن جو امر خلافِ قانون ہے اس میں صلح نہیں ہو سکتی ہے۔

۵۔ قاضی خود اپنی مرضی سے مقدمہ کے فیصلہ کرنے کے بعد اس میں نظر ثانی کر سکتا ہے۔

۶۔ مقدمہ کی پیشی کی ایک تاریخ معین ہونی چاہیے۔

۷۔ تاریخ معین پر اگر مدعا علیہ حاضر نہ ہو تو مقدمہ کا یک طرفہ فیصلہ کیا جائے گا۔

۸۔ ہر مسلمان قابل ادائے شہادت ہے لیکن جو شخص سزا یافتہ ہو یا جس کا جھوٹی گواہی دینا ثابت ہو وہ قابلِ شہادت نہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص اور ان کے ہمراہ لشکرِ اسلام کو ایک خط میں یوں تحریر فرمایا:

أما بعد، فإني آمرك ومن معك من الأجناد بتقوى الله على كل حال، فإن تقوى الله أفضل العدة على العدو، وأقوى المكيدة في الحرب، وآمرك ومن معك أن تكونوا أشد احترا ساً من المعاصي منكم من عدوكم، فإن ذنوب الجيش أخوف عليهم من عدوهم، وإنما يُنصر المسلمون بمعصية عدوهم لله، ولولا ذلك لم تكن لنا بهم قوة، لأن عددنا ليس كعددهم، ولا عدتنا كعدتهم، فإن استوينا في المعصية كان لهم الفضل علينا في القوة، وإلا

نُنصر عليهم بفضلنا، لم نغلبهم بقوتنا، واعلموا أن عليكم في سيركم حفظة من اللّٰه يعلمون ما تفعلون، فاستحيوا منهم، ولا تعملوا بمعاصي اللّٰه وأنتم في سبيل اللّٰه، ولا تقولوا إن عدونا شر منا فلن يسلط علينا وإن أسأنا، فرُب قومٍ سُلّط عليهم شر منهم، كما سُلّط على بني إسرائيل لما عملوا بمساخط اللّٰه كفرة المجوس (فجاسوا خلال الديار وكان وعداً مفعولاً) واسألوا اللّٰه العون على أنفسكم، كما تسألونه النصر على عدوكم، أسأل اللّٰه ذلك لنا ولكم۔ (۲۴)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس طویل خط میں (جس میں سے مختصر اقتباس پیش کیا گیا ہے) لشکر اسلام کو ہر حال میں تقوی اور خدا خوفی اپنانے کا حکم دیا اور تقوی کو دشمن کے مقابلے میں بہترین ہتھیار اور سب سے طاقت ور جنگی تدبیر قرار دیا اور اللہ کی نافرمانی کو مسلمانوں کے لیے ان کے دشمن سے بھی زیادہ خطرناک قرار دیا اور اللہ کی نصرت کا سبب صرف اور صرف اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری کو قرار دیتے ہوئے مسلمانوں کو اللہ سے توفیق اطاعت اور دشمن پہ غلبہ پانے کی دعا کرنے کی نصیحت فرمائی۔

اس خط میں حضرت عمر نے صبر وتقوی کی اہمیت بیان فرمانے کے بعد متعدد اہم جنگی احکام، اسالیبِ حرب، دفاعی تدابیر اور دشمن کی سراغ رسانی و جاسوسی اور اہل صلح وعقد اور قیدیوں کے حقوق واحکام کے متعلق اہم اصول بیان فرمائے ہیں۔

اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو ایک خط میں تقوی، توکل، شکر، اصلاح نیت اور خشیت الٰہیہ کی انتہائی مختصر مگر جامع تلقین یوں فرمائی:

أما بعد، اتق اللّٰه فإن من اتقى اللّٰه وقاه، ومن توكل عليه كفاه، ومن شكر له زاده، ومن أقرضه جزاه، فاجعل التقوى عماد قلبك، وجلاء بصرك،

فإنه لا عمل لمن لا نية له، ولا أجر لمن لا خشية له، ولا جديد لمن لا خلق له۔(٢٥)

وصایا عمر:

وصایا أدب عربی کی ایک اہم صنف ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب وصایا قوت فکر، عمدگی الفاظ، حسن اسلوب اور سہولت وسلاست سے تعبیر ہیں۔ حضرت عمر نے ارباب خلافت کے لئے ایک جامع لائحہ عمل تجویز فرماتے ہوئے جو اہم وصایا و نصائح ارشاد فرمائے ان میں سے ایک مختصر اقتباس نذر قارئین ہے:

أوصيك بتقوى الله لا شريك له، وأوصيك بالمهاجرين الأولين خيراً، تعرف لهم سابقتهم، وأوصيك بالأنصار خيراً، فاقبل من محسنهم، وتجاوز عن مسيئهم، وأوصيك بأهل الأمصار خيراً، فإنهم ردء الإسلام، وغيظ العدو؛ وجُباة الفيئ، لا تحمل فيئهم إلا عن فضل منهم، وأوصيك بأهل البادية خيراً، فإنهم أصل العرب، ومادة الإسلام، أن تأخذ من حواشي أموال أغنيائهم، فترد على فقرائهم، وأوصيك بأهل الذمة خيراً، أن تقاتل من ورائهم، ولا تكلفهم فوق طاقتهم، إذا أدوا ما عليهم للمؤمنين طوعاً، أو عن يد وهم صاغرون، وأوصيك بتقوى الله وشدة الحذر منه ومخافة مقته، أن يطلع منك على ريبة، وأوصيك أن تخشى الله في الناس، ولا تخشى الناس في الله، وأوصيك بالعدل في الرعية، والتفرغ لحوائجهم وثغورهم؛ ولا تؤثر غنيهم على فقيرهم، فإن ذلك بإذن الله سلامة لقلبك، وحطّ لوزرك، وخير في عاقبة أمرك........(٢٦)

اس طویل وصیت میں حضرت عمر نے مہاجرین و انصار، شہر و دیہات کے باسیوں، اہل ذمہ کے حقوق و ذمہ داریوں کی اہمیت اجاگر کرنے کے بعد ارباب خلافت کو اللہ سے ڈرنے اور اس کی ناراضگی سے بچنے کی نصیحت فرمائی، رعایا میں عدل، ان کی ضرورتوں کی تکمیل، سرحدوں کی

حفاظت، امیر وفقیر میں عدم تفریق، حدود اللہ کے نفاذ، اھوائے نفس سے اجتناب اور ہر حالت میں حق اپنانے اور اسے ہمہ صورت مقدم رکھنے کی تلقین فرمائی۔

حضرت عمر نے بوقت شہادت اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمر کو وصیت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يا بُني عليك بخصال الإيمان. قال: وما هن يا أبت؟ قال: الصوم في شدة أيام الصيف وقتل الأعداء بالسيف، والصبر على المصيبة، وإسباغ الوضوء في اليوم الشاتي، وتعجيل الصلاة في يوم الغيم، وترك ردغة الخبال، فقال: وما ردغة الخبال؟ قال: شرب الخمر.(۲۷)

اے میرے بیٹے! خصال ایمان کو لازم پکڑو حضرت عبداللہ نے پوچھا ابا جان خصال ایمان کیا ہیں؟ فرمایا: سخت گرمی کے دنوں میں روزہ رکھنا، تلوار سے دشمنان اسلام کو قتل کرنا، مصیبت پہ صبر کرنا، سخت سردی کے دنوں میں مکمل اور اچھے طریقے سے وضو کرنا اور بادل چھائے ہونے کی صورت میں نماز کو جلد (بروقت) ادا کرنا اور ردغة الخبال کو ترک کرنا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے پوچھا ردغة الخبال سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: شراب نوشی۔

حضرت عمر کا ذوق شعر:

شعر و شاعری کی نسبت اگرچہ ان کی شہرت عام طور پر کم ہے اس میں شبہ نہیں کہ شعر بہت کم کہتے تھے لیکن شعر و شاعری کا ایسا عمدہ ذوق رکھتے تھے کہ ان کی زندگی کے اس اہم ادبی پہلو کو کسی صورت نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ طبعی ذوق ہونے کی بنا پر سینکڑوں ہزاروں شعر یاد تھے، علماء ادب کا بیان ہے کہ ان کے حفظ اشعار کا یہ حال تھا کہ جب کسی معاملہ میں فیصلہ فرماتے تو ضرور کوئی شعر پڑھتے، آپ کو صرف وہی اشعار پسند تھے جن میں خودداری، آزادی، شرافت نفس، حمیّت اور عبرت کے مضامین ہوتے تھے، اسی بنا پر امرائے فوج اور عُمّال بلاد کو حکم بھیج دیا تھا کہ لوگوں کو اشعار

یاد کرنے کی تاکید کی جائے چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو یہ فرمان بھیجا:

مُر مَن قِبلك بتعلّم الشعر، فإنه يدلّ على معالي الأخلاق، وصواب الرأي، ومعرفة الأنساب(۲۸)

لوگوں کو اشعار یاد کرنے کا حکم دو کیونکہ وہ اخلاق کی بلند باتیں اور صحیح رائے اور معرفت انساب کی طرف راستہ دکھاتے ہیں۔ تمام اضلاع میں جو حکم بھیجا تھا اس کے الفاظ یہ تھے:

علّموا أولادكم العوم والفروسية وروّوهم ماسار من المثل وحسُن من الشعر(۲۹)

اپنی اولاد کو تیرنا اور شہ سواری سکھلاؤ اور ضرب الأمثال اور اچھے اشعار یاد کراؤ۔

اہل شام کو یہ حکم بھیجا:

علّموا أولادكم الكتابة والسباحة والرمي والفروسية، ومروهم فليثبوا على الخيل وثباً وروّوهم ماسار من المثل وحسُن من الشعر۔(۳۰)

اپنی اولاد کو کتابت، تیراکی، تیر اندازی اور گھڑ سواری کی تعلیم دو اور انہیں کود کر گھوڑے پر سوار ہونے کا حکم دو اور ضرب الأمثال اور اچھے اشعار یاد کراؤ۔

اس موقع پر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حضرت عمر نے شاعری کے بہت سے عیوب مٹا دیے اس وقت تمام عرب میں یہ طریقہ رائج تھا کہ شعراء شریف عورتوں کا نام اعلانیہ اشعار میں لاتے تھے اور ان سے اپنا عشق جتاتے تھے حضرت عمر نے اس رسم کو مٹا دیا اور اس کی سخت سزا مقرر کی، اسی طرح ہجو گوئی کو ایک جرم قرار دیا اور حطیہ کو جو مشہور ہجو گو تھا اس جرم میں قید کیا بعد ازاں اس شرط پر چھوڑا کہ پھر کبھی کسی کی ہجو نہیں لکھے گا۔(۳۱)

حضرت عمر کا نقد شعر:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عرب کے اکثر مشہور شعراء کا کلام کثرت سے یاد تھا اور تمام شعراء کے کلام پر ان کی خاص خاص آراء تھیں، اہل ادب کو عموماً تسلیم ہے کہ ان کے زمانے میں ان سے بڑھ کر کوئی شخص شعر کا پرکھنے والا نہ تھا، ابن رشیق القیروانی کتاب العمدۃ میں لکھتے ہیں:

و كان من أنقد أهل زمانه للشعر وأنقد هم فيه معرفة۔(۳۲)

یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے زمانے میں سب بڑھ کر شعر کے شناسا تھے، جاحظ نے کتاب البیان والتبیین میں لکھا ہے:

كان عمر بن الخطاب أعلم الناس بالشعر(۳۳)

یعنی عمر بن خطاب اپنے زمانہ میں سب سے بڑھ کر شعر کے شناسا تھے۔

حضرت عمر کو اگر چہ تمام مشہور شعراء کے کلام پر عبور تھا لیکن سب شعراء میں سے انہوں نے تین شاعروں کا انتخاب کیا تھا امرؤ القیس، زہیر، نابغہ ان سب میں وہ زہیر کا کلام سب سے زیادہ پسند کرتے تھے اور اس کو أشعر الشعراء (عرب کا سب سے بڑا شاعر) قرار دیتے تھے اور اس کی وجہ یوں بیان فرمائی: لأنه كان لا يعاظل في الكلام، وكان يتجنّب وحشي الشعر، ولم يمدح أحداً إلا بما فيه (۳٤)

وہ (زہیر) نامانوس الفاظ کی تلاش میں نہیں رہتا، اس کے کلام میں پیچیدگی نہیں ہوتی اور اسی مضمون کو باندھتا ہے جس سے واقف ہے جب کسی کی مدح کرتا ہے تو انہی اوصاف کا ذکر کرتا ہے جو واقعی اس میں ہوتے ہیں۔

زہیر کا ممدوح، ہرم بن سنان عرب کا ایک رئیس تھا اتفاق یہ کہ زہیر اور ہرم دونوں کی اولاد نے حضرت عمر کا زمانہ پایا اور ان کے دربار میں حاضر ہوئے حضرت عمر نے ہرم کے فرزند سے کہا کہ اپنے باپ کی مدح میں زہیر کا کچھ کلام پڑھو، اس نے ارشاد کی تعمیل کی حضرت عمر نے فرمایا کہ تمہارے خاندان کی شان میں زہیر خوب کہتا تھا، اس نے کہا کہ ہم صلہ بھی خوب دیتے تھے،

حضرت عمر نے فرمایا لیکن تم نے جو دیا تھا وہ فنا ہو گیا اور اس کا دیا ہوا آج بھی باقی ہے۔(۳۵)

زہیر کے بیٹے سے کہا کہ ہرم نے تمہارے باپ کو جو خلعت دیئے تھے کیا ہوئے اس نے کہا بوسیدہ ہو گئے فرمایا لیکن تمہارے باپ نے ہرم کو جو خلعت عطا کیے تھے زمانہ اس کو بوسیدہ نہ کر سکا۔(۳۶)

زہیر کے بعد حضرت عمر نابغۃ کے معترف تھے ایک دفعہ قبیلہ غطفان کے چند لوگوں کے سامنے کچھ اشعار پڑھے اور پوچھا یہ اشعار کس کے ہیں؟ لوگوں نے کہا نابغۃ کے ہیں فرمایا کہ یہ شخص أشعر العرب ہے۔(۳۷)

بایں ہمہ حضرت عمر امرؤ القیس کی استادی اور ایجاد مضامین کے منکر نہ تھے ایک دفعہ جب ان سے شعراء کی نسبت ان کی رائے پوچھی گئی تو امرؤ القیس کی نسبت یہ الفاظ فرمائے:

امرؤ القيس سابقهم خسف لهم عين الشعر فافتقر عن معان عور أصحّ بصر۔(۳۸)

امرؤ القیس سب سے آگے ہے اسی نے شعر کے چشمے سے پانی نکالا، اسی نے اندھے مضامین کو بینا کر دیا۔

حضرت عمر کے ذوق سخن کا یہ حال تھا کہ اچھا شعر سنتے تھے تو بار بار مزے لے لے کر پڑھتے تھے، ایک دفعہ زہیر کے اشعار سن رہے تھے یہ شعر آیا:

فإن الحق مقطعه ثلاث یمین أو نِفار أو جِلاء

تو حسن تقسیم پر بہت محظوظ ہوئے اور دیر تک بار بار اس شعر کو دہراتے رہے۔(۳۹)

ایک اور دفعہ عبدۃ ابن الطبیب کا لامیہ قصیدہ سن رہے تھے اس شعر کو سن کر پھڑک اٹھے اور دوسرا مصرع بار بار پڑھتے رہے:

والمرء ساع لأمر ليس يدركه والعيش شُحّ وإشفاق وتأميل(۴۰)

حضرت عمر اور علم الأنساب:

علم الأنساب یعنی قبائل کا نام ونسب یاد رکھنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خانہ زاد علم تھا یعنی کئی پشتوں سے چلا آتا تھا، ان کے باپ خطّاب مشہور نسّاب تھے۔حضرت عمر اس فن کی معلومات کے متعلق اکثر ان کا حوالہ دیا کرتے تھے، خطاب کے باپ نفیل بھی اس فن میں شہرت رکھتے تھے۔(۴۱)

حضرت عمر کے حکیمانہ اقوال:

تاریخ وادب کی کتابوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکیمانہ اقوال جا بجا منتشر پڑے ہیں جو اخلاق و آداب، فرد ومعاشرہ، دنیا وآخرت، خیر وشر، طاعت ومعصیت، علم وعمل، اسلوب سیاست اور دیگر مختلف موضوعات پر ایک لائحہ عمل اور مکمل دستور حیات کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ اقوال آپ کے فہم وفراست اور تجربہ وحکمت کا نچوڑ ہیں اور آپ کے مختصر مگر جامع کلمات کو عربی ادب میں ضرب الأمثال کی حیثیت حاصل ہے۔ذیل میں مختلف موضوعات پر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے کچھ اقوال بطور نمونہ پیش خدمت ہیں۔

علم وعمل کے حوالے سے ارشاد فرمایا:

تعلّموا العلم وعلّموه الناس، وتعلّموا الوقار والسكينة، وتواضعوا لمن تعلّمتم منه العلم وتواضعوا لمن علّمتموه العلم، ولا تكونوا من جبابرة العلماء فلا يقوم علمكم بجهلكم ۔(٤٢)

خود علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ اور علم کے لئے وقار، سکون واطمینان سیکھو، جس سے علم سیکھو اس کے سامنے بھی تواضع اختیار کرو اور جسے علم سکھاؤ اسکے سامنے بھی تواضع اختیار کرو اور متکبر عالم نہ بنو، اس طرح تمہارا علم تمہارے جہل (نادانی) کے سامنے نہیں ٹھر سکے گا بلکہ ختم ہو جائے گا۔

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: رحم الله امرءًا أمسك فضل القول وقدم فضل العمل(٤٣)

اللہ اس شخص پہ رحم فرمائے جو فضول گفتگو سے رکا رہے اور بہترین عمل آگے بھیجتا رہے۔

ایک جگہ ارشاد فرمایا:

القوة في العمل أن لا تؤخر عمل اليوم لغد، والأمانة أن لا تخالف سريرة علانية، فاتقوا الله فإنما التقوى بالتوقي، ومن يتق الله يقه، المتوكل الذى يلقي حبه في الأرض ويتوكل على الله۔

لا يقعد أحدكم عن طلب الرزق ويقول: اللهم ارزقني وقد علمتم أن السماء لا تمطر ذهباً ولا فضة، وأن الله تعالى يرزق الناس بعضهم من بعض۔(٤٤)

عمل کی مضبوطی یہ ہے کہ آج کا کام کل پر نہ اٹھا رکھو، اور امانت یہ ہے کہ تمہارے ظاہر و باطن میں کوئی فرق نہ ہو، اللہ سے ڈرتے رہو، اور تقوی گناہوں سے بچنے کا نام ہے، اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اسے ہر شر اور فتنہ سے بچا لیتے ہیں، توکل کرنے والا وہ شخص ہے جو زمین میں بیج ڈالے اور پھر اللہ پہ توکل کرے، کوئی طلب رزق سے غافل ہو کر نہ بیٹھا رہے اور یہ دعا کرے کہ اے اللہ مجھے رزق دے کیونکہ تم جانتے ہو کہ آسماں سونے چاندی کی بارش نہیں برساتا، بلکہ اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے رزق عطا فرماتے ہیں۔

خلافت و حکومت کی اہلیت کے حوالے سے ارشاد فرمایا:

إن هذا الأمر لا يصلح له إلا اللين في غير ضعف والقوي في غير عنف(٤٥)

اس امر خلافت کے لئے وہی شخص اہل ہے جو نرم ہو لیکن کمزور نہ ہو اور قوی ہو لیکن ظالم نہ ہو۔

دنیوی ابتلاء و آزمائش کے حوالے سے ارشاد فرمایا:

ما ابتليت ببلاء إلا كان لله تعالى علي فيه أربع نِعم: إذ لم يكن في ديني ، وإذ لم يكن أعظم، وإذ لم أحرم الرضا به، وإذ أرجو الثواب عليه۔(٤٦)

دنیا کی ہر ابتلاء میں میرے اوپر اللہ کے چار انعام ہوتے ہیں ا۔ آزمائش کا دین کے

معاملہ میں نہ ہونا ۲۔ اس سے بڑی آزمائش سے حفاظت ۳۔ اللہ کے فیصلے پہ راضی رہنا ۴۔ اللہ سے اجر وثواب کی امید۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہر کام میں غور وفکر کو عمل میں لاتے تھے اور ظاہری باتوں پر بھروسہ نہیں کرتے تھے، ان کا قول تھا:

لا یعجبنکم من الرجال طنطنة۔

یعنی کسی کی شہرت کا آوازہ سن کر دھوکے میں نہ آؤ۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

لا تنظروا إلی صلوة امرئ ولا صیامه ولکن انظروا إلی عقله وصدقه۔

یعنی (صرف) آدمی کی نماز وروزہ پر نہ جاؤ بلکہ اس کی سچائی اور عقل کو دیکھو۔ (۴۷)

ایک دفعہ ایک شخص نے ان کے سامنے کسی کی تعریف کی، فرمایا کہ تم سے کبھی معاملہ پڑا ہے؟ اس نے کہا نہیں، پوچھا کبھی سفر میں ساتھ ہوا ہے؟ اس نے کہا نہیں پوچھا کبھی اس کے پاس کوئی چیز امانت رکھی ہے؟ اس نے کہا نہیں، فرمایا کہ تو تم وہ بات کہتے ہو جو جانتے نہیں۔ (۴۸)

آپ کے بعض مختصر اور جامع اقوال کو ادب عربی میں ضرب الأمثال کا درجہ حاصل ہے نمونہ کے طور پر بعض مقولے یہاں درج کیے جا رہے ہیں:

۱۔ من کتم سره کان الخیار فی یده

جو شخص راز چھپاتا ہے وہ اپنا اختیار اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے

۲۔ اتقوا من تبغضه قلوبکم

جس سے تم کو نفرت ہو اس سے ڈرتے رہو

۳۔ أعقل الناس أعذرهم للناس

سب سے زیادہ عقل مند وہ شخص ہے جو لوگوں کے افعال کی اچھی تاویل کرسکتا ہو

۴۔ لا تؤخر عمل يومك إلى غدك

آج کا کام کل پر اٹھا نہ رکھو

۵۔ أبت الدارهم إلا أن يخرج أعناقها

روپے سر اونچا کئے بغیر نہیں رہتے

۶۔ لا يُلهك الناس عن نفسك

لوگوں کی فکر میں تم اپنے نفس سے غافل نہ ہو جاؤ

۷۔ أقلل من الدنيا تعش حراً

دنیا تھوڑی سی لو تو آزادانہ بسر کر سکو گے

۸۔ ترك الخطيئة أسهل من معالجة التوبة

توبہ کی تکلیف سے گناہ کا چھوڑ دینا زیادہ آسان ہے

۹۔ لي على كل خائن أمينان المآء والطين

ہر بد دیانت پر میرے دو داروغے متعین ہیں آب و گل

۱۰۔ لو أن الصبر والشكر بعيران ما باليت على أيهما ركبت

اگر صبر و شکر دو سواریاں ہوتیں تو میں اس کی نہ پرواہ کرتا کہ دونوں میں سے کس پر سوار ہوں

۱۱۔ رحم الله امرءاً أهدى إليّ عيوبي

خدا اس شخص کا بھلا کرے جو میرے عیب میرے پاس تحفے میں بھیجتا ہے (یعنی مجھ پر میرے عیب ظاہر کرتا ہے)

۱۲۔ ما أدبر شيئ فأقبل

جو چیز پیچھے ہٹی پھر آگے نہیں بڑھتی

۱۳۔ من لم يعرف الشر يقع فيه

جو شخص برائی سے بالکل واقف نہیں وہ برائی میں مبتلا ہوگا

۱۴۔ ما سألني رجل إلا تبيّن لي في عقله

جب کوئی شخص مجھ سے سوال کرتا ہے تو مجھ کو اس کی عقل کا اندازہ معلوم ہو جاتا ہے(۴۹)

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے حکیمانہ اقوال میں اہل اسلام کے لئے زندگی کا لائحہ عمل اور ایسا دستور حیات موجود ہے جو امت کی تقدیر بدل سکتا ہے، کیونکہ یہ حِکم و مواعظ اس عظیم صحابی کا نتیجہ فکر ہے جن کے دل و زبان پہ اللہ نے حق جاری فرما دیا تھا۔

☆☆☆☆

حوالہ جات

۱۔ البخاری، محمد بن إسماعیل: الجامع الصحیح، موسوعة الحدیث الشریف (الکتب الستة) الطبعة الثالثة، الریاض، دارالسلام، ۲۰۰۰ م، کتاب فضائل أصحاب النبي ، باب من فضائل عمر، رقم الحدیث ۳۶۸۹، ص ۳۰۰

۲۔ الترمذی، محمد بن عیسی: الجامع المختصر، موسوعة الحدیث الشریف (الکتب الستة) أبواب المناقب باب قوله "لو کان نبي بعدي لکان عمر بن الخطاب، رقم الحدیث ۳۶۸۶، ص ۲۰۳.

۳۔ البخاری، محمد بن إسماعیل: الجامع الصحیح، کتاب فضائل أصحاب النبي، باب من فضائل عمر، رقم الحدیث ۳۶۸۱، ص ۲۹۹۔ ومسلم بن الحجاج: الصحیح، موسوعة الحدیث الشریف (الکتب الستة) کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عمر، رقم الحدیث ۶۱۹۰، ص ۱۰۹۹

۴۔ ابن سعد: الطبقات الکبری، دار صادر بیروت، ج ۴، ص ۱۵۳.

۵۔ ابن سعد، الطبقات الکبری، ج ۴، ص ۱۵۲

۶۔ الکاندھلوی، محمد یوسف: حیاۃ الصحابۃ، کتب خانہ فیضی، لاہور، ج ۳، ص ۵۹۱ (بحوالہ المعجم الأوسط للطبرانی)

۷۔ المتقی، علاء الدین الہندی: کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ج ۵، ص ۴۹

۸۔ شبلی نعمانی: الفاروق، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ص ۲۶۱

۹۔ القاضی، أبو یوسف: کتاب الخراج، المکتبۃ السلفیۃ، مصر، ص ۶۷

۱۰۔ شبلی نعمانی: الفاروق، ص ۲۶۵

۱۱۔ برائے تفصیل: کنز العمال، ج ۱، ص ۲۷۹ والإتقان للسیوطی

۱۲۔ الدارمی: سنن الدارمی، دارالکتاب العربی، بیروت، کتاب الفرائض، باب فی تعلیم الفرائض، رقم الحدیث ۲۷۲۶۔ وکنز العمال ج ۱، ص ۲۸۸۔

۱۳۔ الحموی، یاقوت: معجم الأدباء، مصر، دار المأمون، ج ۱، ص ۱۹

۱۴۔ المتقی، علاء الدین: کنز العمال ج ۱، ص ۲۸۸

۱۵۔ برائے تفصیل، شبلی نعمانی: الفاروق ص ۲۶۹۔۲۷۳

۱۶۔ سنن دارمی، المقدمۃ، باب فی ذھاب العلم رقم الحدیث ۲۵۲

۱۷۔ سنن دارمی، المقدمۃ، باب من رخص فی کتابۃ العلم

۱۸۔ شبلی نعمانی: الفاروق ص ۱۴۸

۱۹۔ شبلی نعمانی: الفاروق ص ۳۶۲

۲۰۔ ابن قتیبہ: عیون الأخبار، دارالکتب المصریۃ، مصر، ج ۱، ص ۵۴

۲۱۔ ابن عبد ربہ: العقد الفرید، طبعۃ بولاق، مصر، ج ۲، ص ۱۶۰۔ والقلقشندي، أحمد بن علي: صبح الأعشی في صناعۃ الإنشاء، دارالکتب المصریۃ، مصر، ج ۱، ص ۲۴۱۔

۲۲۔ الطبری، محمد بن جریر: تاریخ الطبری، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ج ۵، ص ۲۶۔ و ابن عبد الحدید: شرح نہج البلاغۃ، مصر، ج ۳، ص ۱۲۵

۲۳۔ المبرد: الکامل، ج ۱، ص ۱۹۔۲۰

۲۴۔ حضرت عمر کے خط کا مکمل متن دیکھنے کے لئے ملاحظہ فرمائیں، النویری، أحمد بن عبدالوہاب: نہایۃ الأرب في فنون الأدب، دارالکتب المصریۃ، مصر، ج ۶، ص ۱۶۸

۲۵۔ الحصری، إبراہیم بن علي: زھر الأداب وثمر الألباب، القاہرۃ، ج ۱، ص ۳۳۷۔ والقالي، أبوعلی: الأمالي، دارالکتب المصریۃ، مصر، ج ۲، ص ۵۵۔ وابن قتیبۃ: عیون الأخبار، ج ۱، ص ۲۴۹

۲۶۔ الجاحظ، عثمان بن بحر: البیان والتبیین، مصر، ج۲،ص۳۵۔ و ابن سعد: الطبقات الکبری، ج ۱، ص۲۴۵

۲۷۔ الطبری، المحب: الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، مصر، ج ۲،ص۷۵ و ابن سعد: الطبقات الکبری، ج ۱،ص۳۴۳

۲۸۔ القیروانی، ابن رشیق: العمدۃ، طبعۃ مصطفیٰ محمد، مصر، ج۱،ص۱۵

۲۹۔ الجاحظ: البیان والتبیین، ج ۳،ص۱۴۶۔ والمبرد: الکامل، ج۱،ص ۱۵۵۔ وابن قتیبۃ: عیون الأخبار، ج ۲،ص ۱۶۸

۳۰۔ المبرد، محمد بن یزید: الکامل فی اللغۃ والأدب، مصر،۱۳۰۸ھ، ج ۱،ص۱۵۵۔ وابن قتیبۃ: عیون الأخبار، ج ۲،ص ۱۶۸

۳۱۔ المبرد: الکامل، ج۱،ص۳۵۳۔ والجاحظ: البیان والتبیین، ج ۲،ص۲۵۴۔

۳۲۔ باب تعرض الشعراء بحوالہ الفاروق از شبلی نعمانی،ص۳۶۶

۳۳۔ الجاحظ: البیان والتبیین، ج۱ص،۲۰۳

۳۴۔ أبو الفرج الأصفہانی: الأغانی ،طبع الساسی، ج۹،ص۱۳۸۔ و الجمحی،ابن سلام: طبقات الشعراء، مطبعۃ السعادۃ، مصر،ص۲۹

۳۵۔ أبوالفرج الأصفہانی: الأغانی، ج۹،ص۱۴۶۔

۳۶۔ المبرد: الکامل، ج۱،ص۲۲۲

۳۷۔ أبوالفرج الأصفہانی: الأغانی، ج۹،ص۱۵۵۔

۳۸۔ الزمخشری، محمود بن عمر: الفائق فی غریب الحدیث، ج۱،ص۱۷۱

۳۹۔ ابن قتیبۃ: عیون الأخبار، ج۱،ص۶۷۔ والجاحظ: البیان والتبیین، ج۱،ص۲۰۳

۴۰۔ الجاحظ: البیان والتبیین، ج۱،ص۲۰۴۔ وکتاب الحیوان، ج ۳،ص۱۳

۴۱۔ الجاحظ: البیان والتبیین، ج۱،ص۱۱۷

۴۲۔ الکاندھلوی، محمد یوسف : حیاۃ الصحابۃ، ج ۳، ص ۲۳۸ بحوالہ الجامع الکبیر مسند عمر حدیث نمبر ۵۰۶

۴۳۔ ابن قتیبۃ : عیون الأخبار، ج ۱، ص ۳۳۰

۴۴۔ الطبری: تاریخ الطبری، ج ۵، ص ۲۵ و ابن عبد ربہ: العقد الفرید ج ۱، ص ۳۱۱

۴۵۔ ابن قتیبۃ : عیون الأخبار، ج ۱، ص ۹

۴۶۔ الطنطاوي، علي و ناجی الطنطاوي: أخبار عمر و أخبار عبداللہ بن عمر، المکتب الإسلامی، بیروت، ص ۲۶۶۔۲۶۷ بحوالہ مختصر منہاج القاصدین، تحقیق زہیر الشاویش، مکتبۃ الإسلامی، دمشق، ص ۳۰۴

۴۷۔ شبلی نعمانی: الفاروق، ص ۳۷۵

۴۸۔ ابن قتیبۃ : عیون الأخبار، ج ۳، ص ۱۵۸

۴۹۔ شبلی نعمانی: الفاروق، ص ۳۷۲-۳۷۳